معلوم ہوتے تھے جیسے کل ہوئے ہین۔ یہ دورے برابر چل رہے تھے۔ مگر جب پہلے مجرے کے بعد سلطان صاحب کے آدمی کا پیام بے کے آنا یاد آتا تھا۔ تو طبیعت کچھ رُک سی جاتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس موقع پر کچھ چھوٹ جاتا ہے۔ اتنے مین آدمی نے زور سے ایک چیخ ماری۔

آدمی۔ بوی دیکھئے وہ کھنکھجورا آپ کے دوپٹے پر چڑھا جاتا ہے۔

مین۔ اُوہی کہہ کے اوٹھ بیٹھی۔ جلدی سے دوپٹہ اوتار کے پھینکدیا۔ الگ جا کھڑی ہوئی۔ آدمی نے دوپٹہ اوٹھا کے جھاڑا۔ کھنکھجورا اینٹ سے گرا۔ اور رینگ کے پلنگ کے سرھانے کی طرف پائے کے نیچے گھُس گیا۔ آدمی نے پلنگ کا پایہ اوٹھایا اب جو دیکھتے ہین تو پائے کے نیچے پانچ اشرفیان برابر بچھی ہوی ہین۔

آدمی (بہت ہی متعجب ہو کر)۔ ہا ئین۔ اے بیبی یہ کیا ہے!۔

مین۔ (دل مین) آہاہ۔ یہ وہ اشرفیان ہین۔ (آدمی سے) اشرفیان ہین۔

آدمی۔ واہ اشرفیان یہان کہان سے آئین۔

مین۔ (ہنسکے) وہ کھنکھجورا اشرفیان بن گیا۔ اچھا اوٹھا لو۔

آدمی۔ پہلے تو ذرا جھجکا۔ پھر پانچون اشرفیان اوٹھا کے مجھے حوالے کین۔

رسوا۔ تو کیا خانم کا مکان غدر مین نہین لٹا۔

امراؤ۔ لُٹا کیون نہین۔ مگر فرض کر لیجے کہ کسی نے میرے پلنگ کا پایہ اوٹھا کے نہین دیکھا۔

رسوا۔ ممکن ہے۔

کسی طرح سے ہو تسکین شوق کیسا رشک
ملین گے آج ہم اون سے رقیب سے مل کے

اتوار کے دن آٹھ بجے صبح کو بیگمصاحبہ کی مہری فینس اور کہارے کے سر پر آن نازل ہو گئی مین ابھی سو کے اوٹھی تھی۔ اچھی طرح حقہ بھی نہ پینے پائی تھی کہ اوسنے جلدی مچانا شروع کر دی۔ مین سمجھی تھی۔ کھانا دانا کھا کے جانا ہو گا۔ مہری نے کہا۔ بیگمصاحبہ نے اپنے سر کی قسم دی ہے کہ کھانا یہین آ کے کھانا۔ مین نے پوچھا نوابصاحب گھر پر ہین

اوسنے کہا-نہین-صبح سے اوٹھہ کے گاؤن کو سدھارے ہین-مین نے پوچھا کب تک آئین گے-مہری نے کہا-اب آئین تو شام کو کہین آئین-مجھے بیگم سے تخلئے مین بہت سی باتین کرنا تھین اسلیے فوراً اوٹھہ بیٹھی-ہاتھہ مُنہ دُھو-کنگھی چوٹی کرکپڑے پہن-ایک ماما کو ساتھہ لے کے روانہ ہو گئی-

جاکے جو دیکھا بیگم صاحب منتظر بیٹھی ہین-میرے جاتے کے ساتھہ ہی دسترخوان بچھا-مین نے اور بیگصاحبہ نے ساتھہ بیٹھہ کے کھانا کھایا-بہت تکلف کا کھانا تھا-پراٹھے-قورمہ-کئی طرح کا سالن-بالائی-مہین چاولون کا خشکہ-نورتن چٹنی سیب کا مربہ-حلوا سوہن-

کھانا کھاکے چپکے سے میرے کان مین-

بیگم-کیون وہ کریم کے گھر کی ارہر کی دال اور جوار کی روٹیان بھی یاد ہین-

مین-چپ بھی رہو-کہین کوئی سُن نہ لے-

بیگم-سُن لے گا تو کیا ہوگا-کیا کوئی جانتا نہین نواب کی مان (خدا جنّت نصیب کرے) نے مجھے نواب کے لیے مول لیا تھا-

مین-برائے خدا چپ ہو رہو-کہین علٰحدہ چلو تو باتین ہونگی-

کھانا کھاکے ہاتھہ مُنہ دُھویا-پان کھایا-مہری نے حقہ لاکے لگایا-بیگم نے سبکو بہانے سے ٹال دیا-

مین-بارے تمنے مجھے پہچان لیا-

بیگم-جب تمھین پہلے پہل کانپور مین دیکھا تھا-اوسی دن پہچان لیا تھا-پہلے تو بڑی دیر تک اولجھن سی رہی تھی-دل مین کہتی تھی-مین نے اِنھین کہین دیکھا ہے-مگر کہان دیکھا ہے-کیونکر دیکھا ہے-یہ کچھہ یاد نہین آتا تھا-چارون طرف خیال دوڑاتی تھی کچھہ سمجھہ ہی مین نہ آتا تھا اتنے مین کریمن مہری پر نظر جا پڑی-کریمن کے نام پر مجھے مونڈی کاٹے کریم کا نام یاد آ گیا-دل نے کہا-اوہو ہو-اِنھین کریم کے مکان پر دیکھا تھا-

مین-میرا بھی یہی حال تھا-بڑی دیر تک غور کیا کی-میری ساتھہ والیون مین ایک خورشید ہے-اوسکی صورت تم سے بہت ملتی ہے-جب مین خورشید کو دیکھتی تھی-

تم یاد آجاتی تھین۔

بیگم۔ اب میرا حال سنو۔

مین جب تم سے جدا ہوکے نوابصاحب کی مان نواب عمدۃ النسا بیگم صاحبہ کے ہاتھہ بکی ہون۔ تمھین یاد ہوگا میرا سِن کوئی بارہ برس کا ہوگا۔ نواب کو سولھوان برس تھا نواب کے اَبّا جان کانپور مین رہتے تھے۔ بیگمصاحبہ سے اون سے نا اتفاقی رہتی تھی۔ نوابصاحب کے اَبّا جان نے نواب کی شادی اپنی بہن کی لڑکی کے ساتھہ ٹھہرائی تھی۔ اونکا مکان دِلّی مین تھا۔ بیگمصاحبہ کو وہان شادی کرنا منظور نہ تھا۔ وہ یہ چاہتی تھین کہ نواب کی شادی اون کے بھائی کی لڑکی کے ساتھہ ہو۔ میان بیوی مین پہلے ہی سے نا اتفاقی تھی۔ اس بات سے اور ضدین بڑھین۔ ابھی یہ جھگڑا طے نہ ہوا تھا کہ نواب کے دشمنون کی طبیعت کچھہ ناساز تھی۔ حکیمون نے تجویز کیا کہ بہت جلد شادی کردینا چاہئے ورنہ جنون ہو جائے گا۔ شادی ہونا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ اتنے مین مین پھونکی گئی۔ بیگمصاحبہ نے مجھے خرید لیا۔

نوابصاحب مجھپر مائل ہوگئے۔ اور ایسے مائل ہوئے کہ دونون جگہہ کی شادی سے کھُلم کھُلا انکار کردیا۔ تھوڑے دنون کے بعد خدا کا کرنا ایسا ہونا ہے کہ بیگمصاحبہ نے انتقال کیا اور اونکے چندہی سال کے بعد بڑے نواب بھی مرگئے۔ مان باپ دونون صاحب جائداد تھے اور یہی ایک اکلوتے لڑکے تھے۔ کُل دولت انھین کو ملی۔

نواب کو خدا سلامت رکھے جنکی بدولت مین بیگم صاحب بنی ہوئی ہون اور چین کرتی ہون۔ نواب مجھے اوسی طرح چاہتے ہین جیسے کوئی اپنے سہرے جلوے کی بیوی کو چاہتا ہو۔ میری ظاہر مین تو کبھی کسی طرف نگاہ اوٹھاکے بھی نہین دیکھا۔ یون اپنے باہر دوست آشناؤن مین جو کچھہ چاہتے ہون۔ کرتے ہون۔ آخر مرد ذات ہین۔ کچھہ مین اون کے پیچھے پیچھے تو پھرتی نہین۔

خدا نے سب آرزوئین میری پوری کین اولاد کی ہوس تھی۔ خدا کے صدقے سے اولاد بھی ہے۔ اب اگر آرزو ہے تو یہ آرزو ہے کہ خدا انکو پروان چڑھائے۔ بہو بیاہ لاؤن اور ایک پوتا کھلا لون۔ پھر چاہے مرجاؤن۔ نواب کے ہاتھون مٹی عزیز ہو جائے۔ اب تم اپنا حال کہو

جب رام دئی یہ باتین کر رہی تھی مجھے اپنی قسمت پر افسوس آتا تھا۔ اور دل ہی دل مین

کہتی تھی۔ تقدیر ہو تو ایسی ہو۔ ایک میری پھوٹی تقدیر۔ بگی بھی تو کہان۔ رنڈی کے گھر مین۔

اسکے بعد مین نے اپنا مختصر حال کہہ سنایا کہ جس سے آپ بخوبی واقف ہین۔ مین دن بھر وہین رہی جب تخلیے کی باتین ہو چکین۔ نوکرون۔ چاکرون کو آواز دی۔ طبلے کی جوڑی ستار۔ طنبور۔ یہ سب سامان منگایا گیا۔ گانے بجانے کا جلسہ ہوا۔

جب ہم دونون اکیلے تھے تو وہ رام دئی تھین۔ اور مین امیرن۔ سب لوگون کے سامنے پھر وہ بیگم صاحب ہوگئین۔ اور مین امراؤ جان۔ تین چار گھنٹے تک گانے۔ بجانے کا چرچا رہا۔ بیگم بھی کسی قدر ستار بجا لیتی تھین۔ جب مین گا چکتی تھی تو وہ ستار کی کوئی گت چھیڑ دیتی تھین۔ ایک مغلانی کا گلا بہت اچھا تھا۔ اوسکو گوایا۔ سر شام تک بڑے لطف کی صحبت رہی۔

ہان اے نگاہِ شوق ذرا سب سے احتیاط
ایسا نہو کہ بزم مین چرچا کرے کوئی

قریب شام محل مین نوابصاحب کی آمد آمد کا غل ہوا۔ وہ بے تکلفی کی صحبت برہم ہوگئی طبلے کی جوڑی ستار۔ طنبورہ۔ سب چیزین ہٹا دی گئین۔ چھپنے والیان ادھر اودھر کے پردے مین جانے لگین۔ اور سب لوگ اپنے اپنے قرینے سے ہو گئے۔ مین بھی بیگم سے الگ ہٹ کر منقطع بنکے بیٹھ گئی۔ جس دالان مین ہم لوگ بیٹھے تھے۔ وہان سے دروازے کا سامنا تھا۔ پردہ پڑا ہوا تھا۔ نواب کے انتظار مین اس پردے کی طرف نگاہین لگی ہوئی تھین۔ مین بھی اوسی طرف دیکھ رہی تھی۔ اتنے مین کسی خدمتگار نے چلّا کے کہا۔ نوابصاحب تشریف لاتے ہین۔ چند لمحے کے بعد مہری نے پردہ اوٹھا کے کہا۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔ نواب اندر داخل ہوے۔

مین۔ (صورت دیکھتے ہی دل مین)۔ وہی تو ہین۔ (سلطان صاحب)۔ ہے ہے۔ کس موقع پر سامنا ہوا ہے۔ نواب کی نگاہ بھی مجھ پر پڑی۔ پہلے تو کچھ جھجکے۔ پھر برابر میری طرف دیکھتے ہوے آگے بڑھے۔ مین بھی اونھین کی طرف دیکھ رہی تھی۔